Return to referring article at: www.ahmadiyya.org/m-ali/books-bayanq.htm

کا پورا اہتمام کیا ہے۔(۶۸)

بہر حال ''تفسیر القرآن'' جس میں سرسید احمد خان نے مسلک اعتزال کو نئے لباس اور نئے اضافوں کے ساتھ پیش کیا ہے فکر اسلامی کی تشکیل جدید کے نقطہ نظر سے ایک ایسی انقلاب آفرین تصنیف ہے، جس نے برصغیر پاک و ہند میں مستقبل کے اسلامی و فکری رجحانات کی تشکیل میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ بعد میں آنے والے مفسرین و مصنفین میں سے مولوی محمد علی لاہوری (امیر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام)(۶۹) مولانا خواجہ احمد دین(۷۰) عبدالحکیم پٹیالوی،(۷۱-الف) حکیم احمد شجاع الایوبی(۷۱-ب) اور غلام احمد پرویز(۷۲) وغیرہ حتیٰ کہ ترجمان القرآن کے مصنف ابوالکلام آزاد جو علم الکلام قدیم و جدید کے ناقدین میں سے تھے، بھی سرسید کے خیالات سے متاثر ہوئے۔(۷۳)

۲) تفسیر ''بیان القرآن'': مولانا محمد علی لاہوری (م۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء) امیرانجمن احمدیہ کی تفسیر ''بیان القرآن'' اعتزال جدید کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ سرسید نے احادیث و روایات کو نظر انداز کرکے محض عقل اور رائے سے قرآنی آیات کی تأویل وتشریح کی جو مثال قائم کی تھی، اس کا بھرپور اتباع اس تفسیر میں کیا گیا ہے۔ محمد علی لاہوری نے بھی سرسید کی طرح تفسیر قرآن کے چند رہنما اصول وضع کیے ہیں۔ ان کا ماحصل یہ ہے کہ احادیث و روایات میں بیان باتیں واقعات، مشاہدہ یا مسلمہ تاریخ کے خلاف ہوں تو وہ قابل قبول نہیں، اسی طرح کوئی حدیث خواہ وہ صحاح ستہ کی ہو قابل قبول نہیں اگر قرآن کی صراحت کے خلاف ہو، یا اصول دینی کے خلاف ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر کے سلسلہ میں صحابی سے اختلاف کرنا جرم نہیں۔ صحابہ میں خود آپس میں اختلاف ہے اور مفسرین نے بھی ان سے اختلاف کیا ہے۔ اقوال مفسرین اپنے عہد کے اثرات سے خالی نہیں ہیں لہٰذا ہمیں بھی اپنے زمانے کے علوم کی روشنی میں قرآن کی تفسیر کرنی چاہیے۔(۷۴)

محمد علی لاہوری نے ان تفسیری اصول کو ''بیان القرآن'' میں خوب برتا ہے۔ انہوں نے احادیث و روایات، علمائے متقدمین کے مقرر کردہ اصول تفسیر، عربی زبان و ادب کے قواعد، اور قرآن کے مخاطبین اولین اور اہل زبان کے فہم سے دستبردار ہوکر آیات قرآنی کی ایسی تأویلات و تشریحات کی ہیں کہ حقائق غیبی، معجزات و مافوق الفطرت واقعات اور جدید سائنسی و عقلی نظریات و معلومات میں کوئی تصادم باقی نہ رہے اور ان میں ایک گونہ تطبیق قائم ہوجائے۔(۷۵) بیان القرآن میں دینی عقائد اور معجزات سے متعلق قرآنی آیات کی عقلی تأویلات کے علاوہ جہاد،(۷۶) ربا،(۷۷) تعدد ازدواج،(۷۸) نسخ قرآن،(۷۹) اور قتل مرتد کے بارے(۸۰) میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ مصنف نے

اس تفسیر میں اسلام کو امن و آشتی کا علمبردار مذہب ثابت کرنے پر بڑی قوت صرف کی ہے اور مسلمانوں کے لیے انگریزی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری پر قرآنی آیات سے بھرپوراستدلال کیا ہے۔(۸۱) اس تفسیر میں جابجا زرتشتی مذہب، ہندومت، یہودیت و نصرانیت کے عقائد و تعلیمات(۸۲) اور مغربی تہذیب و تمدن کے بارے میں تنقیدی خیالات کے اظہار(۸۳) کے علاوہ مسلمانوں کے بعض فرقوں بالخصوص شیعہ کے اعتقادات پر نقد بھی کیا گیا ہے۔(۸۴) تفسیر ''بیان القرآن'' کے مصنف مرزا غلام احمد قادیانی (م ۱۹۰۸ء) کے ایک پیروکار بھی ہیں البتہ وہ مرزا صاحب کو نبی کے بجائے مجدد اعظم اور مصلح اکبر مانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ''بیان القرآن'' میں متعدد مواقع پر مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین اسلام کی تجدید و اصلاح پر مامور ایک مجدد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے الہامات و مکاشفات کی اطاعت و پیروی کو امت مسلمہ پر لازم و واجب ثابت کیا ہے۔(۸۵)

مولوی محمد علی لاہوری نے انگریزی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیری حواشی تحریر کیے ہیں۔(۸۶) اس ترجمہ و تفسیر میں بھی جدید علم کلام کا بھرپور اظہار ہوا ہے۔ اس تفسیر کی تصنیف میں بقول مولانا عبدالماجد دریا آبادی ''جدید مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کی ذہنیت کو خصوصی طور سے پیش نظر رکھا گیا ہے تاکہ مغربی علوم و افکار کی راہ سے آئے ہوئے شکوک و شبہات کو دور کیا جاسکے'' تاہم اس میں بھی مصنف کی بعض تاویلات و تشریحات ایسی ہیں جن کے ڈانڈے تحریف سے مل جاتے ہیں۔(۸۷) باایں ہمہ،مولانا عبدالماجد دریا آبادی، محمد علی لاہوری کے اس انگریزی ترجمہ اور تفسیری حواشی میں تہذیب مغرب پر ان کی تنقید کے بڑے مداح نظر آتے ہیں۔(۸۸)

تردید اعتزال جدید-راسخ العقیدہ علماء کی تفسیریں

سرسید احمد خان اور ان کے خوشہ چین وہم خیال مصنفین کے افکار و خیالات نے برصغیر میں ایک نئے فکری انتشار اور بے راہروی و بے باکی کا دروازہ کھول دیا،(۸۹) چنانچہ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے دل و دماغ میں دینی عقائد و تعلیمات کے بارے میں تشکیک پرورش پانے لگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی مذہبی تشریحات و تأویلات کی اشاعت سے برصغیر میں پہلے سے جاری نظریاتی پیکار دو چند ہوگئی۔ ایسے میں متعدد اہل روایت و راسخ العقیدہ علماء نے عیسائی مشنریوں، آریہ سماجی مبلغین کے جواب اور سرسید اور ان کے ہم نوا مصنفین کے افکار اور مرزائی گروہ کی انحرافی تاویلات کی تردید میں قرآن حکیم کی تفاسیر لکھیں، جو ''جدید علم الکلام'' کے مقابلے میں ایک دوسری نوعیت کے علم الکلام کی ترجمانی کرتی ہیں۔

۷۳۔ سرسید احمد خان کے ہم نوا مصنفین کی تفسیری نگارشات کے تنقیدی مطالعہ نیز حدیث و سنت کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کے لیے دیکھیے: سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی اور فکری جائزہ، ص ۳۲-۳۴؛ بشیر احمد صدیقی، Modern Trends in Tafseer Literature، ص ۲۴۵-۳۰۴؛ خالد علوی، سید مودودی بحیثیت مفسر، لاہور: الفیصل (۲۰۰۰ء)؛ Rethinking Tradition in Modern Islamic Thought، ص ۳۸-۴۲

۷۴۔ دیکھیے: مقدمہ تفسیر بیان القرآن' ج ۱۔

۷۵۔ بیان القرآن کے تنقیدی و تحلیلی جائزہ کے لیے دیکھیے: ابوالحسن علی ندوی، قادیانیت-مطالعہ و جائزہ، باب چہارم، فصل سوم (قادیانیت کی لاہوری شاخ اور اس کا عقیدہ اور تفسیر)، ص ۱۷۹-۱۹۲۔ محمد علی لاہوری کے اعتقادات اور ان کی مذہبی تاویلا ت و تشریحات کے تنقیدی مطالعہ کے لیے مزید دیکھیے: موج کوثر، ص ۱۷۹-۱۸۳؛ شبیر احمد عثمانی، الشہاب، در تالیفات عثمانی، لاہور: ادارہ اسلامیات (۱۹۹۰ء)، ص۵۰۷-۵۶۸؛
"The Apologetic Appraoch of Muhammad Ali ،John Warwick Montgomery and its Implications for Christian Apologetics"
در The Muslim World، ۷۱:۲ (اپریل ۱۹۶۱ء)، ص ۱۱۱-۱۲۲

۷۶۔ بیان القرآن، ج۱، ص ۱۶۹، ۴۷۴-۴۷۶، ۵۵۴، ۵۹۸، ۷۷۱؛ ج ۲ ،ص ۹۲۹، ۹۹۱۔ محمد علی لاہوری نے جہاد بالسیف کے برعکس قلمی جہاد کی فضیلت و اہمیت کو خصوصی طور پر اجاگر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دیکھیے: بیان القرآن ،ج ۱، ص ۵۶۹-۵۷۰، ۵۹۸، ۶۱۴-۶۱۵، ج ۲، ص ۹۹۱۔

۷۷۔ ایضاً، ج۱، ص ۳۰۹-۳۱۱، ۳۸۴۔

۷۸۔ ایضاً ،ج۱ ، ص ۶۶- ۶۷، ۷۶۹۔

۷۹۔ ایضاً ،ج۱، ص ۱۲۵-۱۲۶۔

۸۰۔ بیان القرآن ،ج۱، ص ۵۵۴، ۵۶۴،

۸۱۔ بیان القرآن ، ج ۱، ص ۷۰۵، ج ۲، ص ۸۸۵۔

۸۲۔ بیان القرآن، ج ۱، ص ۱۹۵-۱۹۶، ۲۳۰-۲۳۲، ۳۳۲، ۳۵۶، ۴۳۶، ۵۹۹؛ ج ۲ ، ۹۷۵- ۹۷۶، ۱۰۹۸، ۱۳۳۸، ۱۳۶۲، ۱۴۲۷۔

۸۳۔ دیکھیے: بیان القرآن، ج ۱، ص ۱۸۵، ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۸۵، ۴۳۲، ۴۵۰، ۴۶۳، ۵۸۶، ج ۲، ص ۷۸۵، ۸۷۱، ۸۷۶، ۹۴۵، ۹۷۶، ۱۱۰۳- ۱۱۰۴۔

۸۴۔ بیان القرآن، ج ۱، ص ۱۹۵، ۲۳۰، ۴۳۲، ۴۳۶، ۵۹۹۔

۸۵۔ ایضاً، ص ۴۶-۴۷، ۱۸۵، ۲۰۷-۲۰۸، ۲۵۰-۲۵۱، ۲۸۵، ۳۴۱، ۳۴۲، ۴۳۲، ۵۸۶ و بمواقع عدیدہ۔

۸۶۔ محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمہ و تفسیر Translation and Commentary of the Holy Qur'an' کے نام سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور، کی طرف سے پہلی بار ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا۔ اب تک اس کے متعدد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔

۸۷۔ محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمہ و تفسیر کے تنقیدی مطالعہ کے لیے دیکھیے: عبدالرحیم قدوائی، ''قرآن مجید کے انگریزی تراجم'' در ماہنامہ 'تعمیر افکار' (کراچی)، ۲: ۳ (اگست ۲۰۰۱ء) ص ۴-۱۹؛ وہی مصنف، "English

"Translations of the Qur'an، در Muslim and Arab Perspectives (نئی دہلی)، ۴:۱۔۶(۱۹۹۷ء)، ص ۱۶۷؛ عبدالماجد دریا آبادی، ''کلام مجید کے انگریزی تراجم'' در 'اخبار سچ' (لکھنؤ) خاص نمبر (۲۵ جون ۱۹۳۴ء)ص ۴-۵؛ وہی مصنف،''قرآن مجید کے انگریزی تراجم''در 'بینات '(کراچی)، ۴: ۳ (اگست۱۹۶۴ء)، ص ۱۳۸؛ ابوالحسن علی ندوی،اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین، کراچی: مجلس نشریات اسلام (۱۹۹۲ء)، ص ۳۲۔۳۳۔

۸۸۔ عبدالماجد دریا آبادی ،آپ بیتی، کراچی: مجلس نشریات اسلام (۱۹۷۹ء)، ص ۲۵۴۔ ۲۵۵، ۲۹۲۔ ۲۹۳۔

۸۹۔ برصغیر میں تجددو مغربیت کی اس تحریک کے ذہنی و فکری اثرات کے مطالعہ کے لیے ملاحظہ کیجئے: سید ابوالحسن علی ندوی ،مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش،کراچی: مجلس نشریات اسلام (۱۹۸۵ء)، ص ۹۹۔۱۰۳۔

۹۰(ا)۔مولانا ابو المنصور کی علمی و تصنیفی سرگرمیوں کے جائزہ کے لیے دیکھیے: اختر راہی، ''سید ناصر الدین ابو المنصور دہلوی اور مسیحی ۔مسلم مناظراتی ادب''، در ماہنامہ 'عالم اسلام اور عیسائیت، (اسلام آباد)، اگست ۱۹۹۲ء،ص۵ - ۱۴۔

۹۰(ب)۔ صالحہ عبدالحکیم شرف الدین، قرآن حکیم کے اردو تراجم ،کراچی: قدیمی کتب خانہ (س۔ن) ،ص ۲۱۰۔

۹۱۔ ابتدائی ۲ پاروں پر مشتمل یہ تفسیر دہلی کے نصرت المطابع کی طرف سے ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی۔

۹۲۔ سرسید نے یہ کتاب بائبل کی تفسیر کے طور پر لکھی تھی، جس میں مسیحیت اور اسلام کے مابین مماثلت و موافقت کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی تھی، دیکھیے: سرسید احمد خاں اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی و فکری جائزہ ، ص ۲۹-۳۱-؛

The Reforms and Religious Ideas of Sir Sayyid Ahmad Khan ،

ص ۲۶-۲۷؛ سرسید کے مطالعہ عیسائیت کے جائزہ کے لئے دیکھئے:

،Crescents on the Cross:Islamic Visions of Chirstianity،Lloyd V.J.Ridgeon

کراچی: آکسفرڈ یونیورسٹی پریس، (۲۰۰۱ء)، ص۲- ۱۳،۲۴-۲۷۔

۹۳۔ اس تفسیر کے تنقیدی مطالعہ کے لیے دیکھیے: محمد سعود عالم قاسمی ،تبجیل التنزیل: ایک تحقیقی مطالعہ، در 'عالم اسلام اور عیسائیت' (اسلام آباد) ۶: ۹ (ستمبر ۱۹۹۶ء)، ص ۴-۶/۱۶: ۱۰ (اکتوبر۱۹۹۶ء)، ص۷-۱۵۔

۹۴(ا)۔ مولانا عبدالحق حقانی کے مختصر سوانحی تذکرہ کے لیے دیکھیے: سفیر اختر، علماء دیوبند اور مطالعہ مسیحیت، لوہسر شرفو (واہ کینٹ): ۲۰۰۳ء، ص ۱۶۔۱۷۔

۹۴(ب)۔ شیخ محمد اکرام، یادگار شبلی، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ (۱۹۹۴ء)، ص ۱۲۰۔

۹۵۔ یہ کتاب ادارہ اسلامیات' لاہور کی طرف سے ۱۹۸۸ء میں شائع کی گئی۔

۹۶۔ تفسیر حقانی پہلی بار مجتبائی پریس دہلی سے ۱۳۵۰/ ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ پاکستان میں نور محمد کارخانہ کتب کراچی، الفیصل لاہور ،اور متعدد دیگر اشاعتی اداروں نے اس کو شائع کیا ہے۔

۹۷۔ مولانا عبدالحق حقانی ،البیان فی علوم القرآن، دہلی :دارالاشاعت تفسیر حقانی(۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۲ء)، ص ۱۵۰-۱۵۲۔

۹۸۔ علامہ حقانی فلاسفہ، معتزلہ اور سرسید احمد خان کی قرآنی تأویلات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''دوسرا جز تفسیر کا' جس کو تفسیر نقلی کے مقابلے میں عقلی کہنا چاہیے، بڑا بھاری جز ہے، اس کی طرف قرن اول کے بعد بالخصوص اس زمانہ میں سخت حاجت ہے، بھی مفسرین کی افراط و تفریط سے خالی نہیں۔ مثلاً بعض مفسرین نحویین قواعد صرف و نحو میں سیبویہ وغیرہ مدونین فن کی تقلید میں قرآنی آیات کی تأویل میں عجب تکلفات کرتے